احمد رضا خاں بریلوی

۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۶ء تا ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء

● ——— محمد مسعود احمد

۱

مولانا احمد رضا خاں بریلوی نسباً پٹھان، مسلکاً حنفی، مشرباً قادری اور مولداً بریلوی تھے، آپ کے والد ماجد مولوی نقی علی خاں[1] (م۔ ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء) اور جد امجد مولوی رضا علی خاں[2] (م۔ ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۶ء) اپنے عہد کے ممتاز علماء میں شمار کئے جاتے تھے۔ مولانا بریلوی نے اپنے نعتیہ دیوان حدائق بخشش (۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء) میں ان دونوں کا اس طرح ذکر کیا ہے ؎

احمد ہندی رضا ابن نقی ابن رضا[3]

مولانا احمد رضا خاں ۱۰ر شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ر جون ۱۸۵۶ء کو بریلی (بھارت) میں پیدا ہوئے[4]۔ اپنے والد ماجد اور دوسرے اساتذہ سے علوم منقولہ، معقولہ کی تحصیل

۱، ۲۔ تفصیلی حالات کے لئے مندرجہ ذیل مآخذ سے رجوع کریں:

(ا)۔ رحمان علی: تذکرۂ علمائے ہند، مطبوعہ کراچی ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۱ء ص ۹۸، ۱۹۳، ۵۲۱

(ب)۔ ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت (/ ۱۹۳۸ء)، جلد اوّل مطبوعہ کراچی ص ۶-۹

(ج)۔ محمود احمد قادری: تذکرۂ علمائے اہل سنت، مطبوعہ کانپور ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۲۱ء، ص ۸۸، ۲۵۱۔

۳۔ احمد رضا خاں: حدائق بخشش، مطبوعہ کراچی، ص ۵۸۔

۴۔ ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اوّل

کی، جن حضرات سے انہوں نے پڑھا یا سند حدیث و فقہ حاصل کی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں

۱۔ شاہ آل رسول مارہرویؒ[5] (م۔ ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۹ء)

۲۔ مولانا محمد نقی علی خاںؒ[6] (م۔ ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء)

۳۔ شیخ احمد بن زین دحلان مکیؒ[7] (م۔ ۱۲۹۹ھ/ ۱۸۸۱ء)

۴۔ شیخ عبدالرحمٰن سراج مکیؒ[8] (م۔ ۱۳۰۱ھ/ ۱۸۸۳ء)

۵۔ شیخ حسین بن صالحؒ[9] (م۔ ۱۳۰۲ھ/ ۱۸۸۴ء)

۶۔ مولانا عبدالعلی رام پوریؒ[10] (م۔ ۱۳۰۳ھ/ ۱۸۸۵ء)

۷۔ شاہ ابوالحسین احمد النوریؒ[11] (م۔ ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء)

۸۔ مرزا غلام قادر بیگ[12]

مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے جن علوم و فنون کی تحصیل اپنے اساتذہ اور ذاتی مطالعہ سے کی ان کی تعداد ۵۵ تک پہنچتی ہے۔ یہ تمام تفصیلات مولانا بریلوی نے اُس عربی سند اجازت میں دی ہیں جو انہوں نے حافظ کتب الحرم شیخ اسمٰعیل خلیل مکیؒ کو عنایت کی۔ اس

(۵ تا ۷)۔ احمد رضا خاں : سند اجازت بنام مولوی عبدالواحد (قلمی) مجریہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۲۸ھ مخزونہ قاری عبداللطیف ظہیرؔ، گڑھی کپورہ سرحد (پاکستان)

(۸)۔ احمد رضا خاں : الاجازۃ المتینہ لعلماء بکۃ والمدینہ، النسخۃ الاولیٰ. مشمولہ رسائل رضویہ جلد دوم مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ ۱۹۷۶ء، ص ۳۰۵۔

۹۔ ایضاً. ص ۳۰۵۔

۱۰۔(الف)۔ ظفرالدین بہاری : حیات اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، ص ۳۳۔

(ب)۔ محمود احمد قادری : تذکرۂ علمائے اہل سنت، ص ۱۱۲۔

۱۱۔ احمد رضا خاں : الاجازۃ المتینہ، ص ۳۰۷

۱۲۔ ظفرالدین بہاری : حیات اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، ص ۳۲

سند کا مسودہ ۶ صفر ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء کو تیار ہوا اور مبیضہ ۸ صفر ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء کو۔ اس کا تاریخی نام ہے :۔

الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکۃ البہیہ ۱۳۲۴ھ

مولانا بریلوی نے اس میں مندرجہ ذیل علوم و فنون کا ذکر کیا ہے :۔

(۱) علم قرآن (۲) علم حدیث (۳) اصول حدیث (۴) فقہ حنفی (۵) کتب فقہ جملہ مذاھب (۶) اصول فقہ (۷) جدل مہذب (۸) علم تفسیر (۹) علم العقائد والکلام (۱۰) علم نحو (۱۱) علم صرف (۱۲) علم معانی (۱۳) علم بیان (۱۴) علم بدیع (۱۵) علم منطق (۱۶) علم مناظرہ (۱۷) علم فلسفہ (۱۸) علم تکسیر (۱۹) علم ھیأۃ (۲۰) علم حساب (۲۱) علم ہندسہ[۱۳]

مندرجہ بالا اکیس علوم کے لئے مولانا بریلوی لکھتے ہیں :۔

یہ اکیس علوم ہیں جنہیں میں نے اپنے والد قدس سرہ الماجد سے حاصل کیا[۱۴]

ان علوم و فنون کے بعد مندرجہ ذیل علوم کا ذکر کرتے ہیں :۔

(۲۲) قرأت (۲۳) تجوید (۲۴) تصوف (۲۵) سلوک (۲۶) اخلاق (۲۷) اسماء الرجال (۲۸) سیر (۲۹) تاریخ (۳۰) لغت (۳۱) ادب مع جملہ فنون[۱۵]

ان دس علوم کے بارے میں لکھا ہے :۔

---

(۱۳)۔ احمد رضا خان : الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکۃ البہیّہ ۔ (مشمولہ رسائل رضویہ، جلد دوم) مرتبہ محمد عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء، ص ۳۰۱۔

(۱۴) ایضاً، ص ۳۰۱۔

(۱۵) ایضاً، ص ۳۰۳۔

میں نے اساتذہ سے بالکل نہیں پڑھا بر نقاد علماء کرام سے مجھے ان کی اجازت حاصل ہے"[16]
پھر ان علوم و فنون کا ذکر کیا ہے :۔

(۳۲) ارثماطیقی (۳۳) جبر و مقابلہ (۳۴) حساب سینی (۳۵) لوغارثمات (۳۶) علم التوقیت
(۳۷) مناظرو مرایا (۳۸) علم الاکر (۳۹) زیجات (۴۰) مثلث کروی (۴۱) مثلث مسطح
(۴۲) ہیأۃ جدیدہ (۴۳) مربعات (۴۴) جفر (۴۵) زائرچہ"[17]

اور آخر میں مندرجہ ذیل علوم و فنون کا ذکر کیا ہے :۔

(۴۶) نظم عربی (۴۷) نظم فارسی (۴۸) نظم ہندی (۴۹) نثر عربی (۵۰) نثر فارسی
(۵۱) نثر ہندی (۵۲) خط نسخ (۵۳) خط نستعلیق (۵۴) تلاوت مع تجوید (۵۵) علم الفرائض"[18]

مندرجہ بالا ۵۵ علوم و فنون کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں :۔

اللہ کی پناہ میں نے یہ باتیں فخر اور خواہ مخواہ کی خودستائی کے طور پر بیان نہیں کیں بلکہ منعم کریم کی عطا فرمودہ نعمت کا ذکر کیا ہے"[19]

مولانا بریلوی، محیر العقول فطری ذکاوت کی وجہ سے علوم عقلیہ و نقلیہ سے بہت جلد فارغ ہو گئے چنانچہ خود لکھتے ہیں :۔

میں نے جب پڑھنے سے فراغت پائی اور میرا نام فارغ التحصیل علماء میں شمار ہونے لگا اور یہ واقعہ نصف شعبان ۱۲۸۶ھ کا ہے۔ اس وقت میں تیرہ سال، دس ماہ، پانچ دن کا تھا، اسی روز مجھ پر نماز فرض ہوئی تھی اور میری

---

(۱۶) ۔ ایضاً، ص ۳۰۳ ۔
(۱۷) ۔ ایضاً، ص ۳۰۷
(۱۸) ۔ ایضاً، ص ۳۱۵
(۱۹) ۔ ایضاً، ص ۳۱۵

طرف شرعی احکام متوجہ ہوئے تھے۔[20]

۲

مولانا بریلوی نے جن بکثرت علوم و فنون کا ذکر کیا ہے ان میں سے بعض میں ان کو تبحر حاصل تھا جس کا اندازہ ان علوم و فنون میں ان کی بکثرت مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تصانیف سے ہوتا ہے۔ علم قرآن میں ان کا ترجمہ اُردو امتیازی شان رکھتا ہے جو کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کے نام سے ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۱ء میں منظر عام پر آیا۔[21] پھر اس پہ ان کے خلیفہ مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی[22] (م۔ ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) نے خزائن العرفان فی تفسیر القرآن کے عنوان سے تفسیری حواشی لکھے۔ اس ترجمے و تفسیر کے بہت سے اڈیشن ہندوستان اور پاکستان سے شائع ہو چکے ہیں اور برابر شائع ہو رہے ہیں۔

ترجمہ قرآن میں مولانا بریلوی نے جس عاقبت اندیشانہ احتیاط کو پیش نظر رکھا ہے وہ تراجم کے تقابلی مطالعے سے ظاہر ہے۔

مولانا بریلوی نے ترجمہ قرآن کے علاوہ تفسیر کا سلسلہ بھی شروع کیا تھا چنانچہ سورۂ ضحیٰ کی بعض آیات کی تفسیر ۸۰ جز تک لکھ کر چھوڑ دی[23]، دوسرے دینی و علمی مشاغل کی وجہ سے اتنا

---

(۲۰)۔ ایضاً۔ ص ۳۰۹

نوٹ:۔ غالباً اسی حیرت انگیز ذکاوت کی وجہ سے بعض اہل دانش مولانا بریلوی کے لئے SUPER-MAN اور SUPER-GENIUS جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

(۲۱)۔ ایک اطلاع کے مطابق کراچی میں کنز الایمان کا انگریزی میں ترجمہ ہو چکا ہے جو انگلستان سے شائع ہوگا۔

(۲۲)۔ تفصیلی حالات کے لئے مطالعہ کریں۔
محمد مسعود احمد: تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم۔ مطبوعہ لاہور ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء

(۲۳)۔ ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت۔ جلد اوّل۔ ص ۹۷۔

وقت نہ مل سکا کہ قرآن پاک کی مبسوط تفسیر لکھتے، یہ کام اُن کے تلامذہ و خلفاء اور ان کے تلامذہ نے انجام دیا۔ مثلاً تفسیر خزائن العرفان، تفسیر حسنات، تفسیر نعیمی، تفسیر ضیاء القرآن۔ تفسیر ازہری، تفسیر تنویر القرآن وغیرہ۔

مولانا بریلوی کے ترجمہ قرآن پر مختلف فضلاء نے مقالات لکھے ہیں جن میں سے مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں :۔

(۱)۔ سید محمد مدنی : امام احمد رضا اور اُردو تراجم قرآن کا تقابلی جائزہ۔[۲۴]

(۲)۔ شیر محمد اعوان : امام احمد رضا اور محاسن کنز الایمان۔[۲۵]

(۳)۔ اختر رضا خاں ازہری : امام احمد رضا کا ترجمہ قرآن حقائق کی روشنی میں۔

(۴)۔ حکیم الرحمٰن رضوی : امام احمد رضا اور ترجمہ قرآن کی خصوصیات۔[۲۶]

علم قرآن و علم تفسیر کے علاوہ علم حدیث میں بھی مولانا بریلوی کو تبحر حاصل تھا۔ چنانچہ شیخ یٰسین احمد خیاری المدنی نے علم حدیث میں بھی مولانا بریلوی کے تبحر کو سراہتے ہوئے لکھا ہے:

وھو امام المحدثین[۲۸]

اور وہ محدثین کے امام ہیں۔

مولانا بریلوی کے فتاوی اور مندرجہ ذیل رسائل کے مطالعہ سے علم حدیث میں ان کی مہارت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

---

(۲۴)۔ المیزان (بمبئی) امام احمد رضا نمبر، مارچ ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء، ص ۸۵ - ۱۱۳۔

(۲۵)۔ انوار رضا۔ شرکت حنفیہ۔ لاہور ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء ص ۹۶ - ۱۱۳۔

(۲۶)۔ المیزان (بمبئی) امام احمد رضا نمبر، ص ۱۲۵ - ۱۵۴۔

(۲۷)۔ ایضاً۔ ص ۱۵۴ - ۱۵۶۔

(۲۸)۔ احمد رضا خاں : الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیۃ (۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء) مطبوعہ کراچی ص ۴۷۰۔

(۱) النهی الاکید عن الصلاۃ وراء عدی التقلید (۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷ء)

(۲) الھاد الکاف فی حکم الضعاف (۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء)

(۳) حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین (۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء)۔

(۴) مدارج طبقات الحدیث (۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء)۔

(۵) الاحادیث الراویۃ لمدح الامیر المعاویہ (۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء)۔

(۶) الفضل الموھبی فی معنی اذا صح الحدیث فھو مذھبی (۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء)۔

علم حدیث کے علاوہ علم فقہ میں مولانا بریلوی کو جو تبحّر حاصل تھا اس کا اندازہ ناظم ندوۃ العلماء (لکھنو) مولانا ابوالحسن علی ندوی کے ان تاثرات سے لگایا جا سکتا ہے :۔

فقہ حنفی اور ان کی جزئیات پر ان کو جو عبور حاصل ہے اس کی نظیر شاید کہیں ملے اور اس دعویٰ پر ان کا مجموعہ فتاویٰ شاہد ہے نیز ان کی تصنیف کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم جو انہوں نے ۱۳۲۳ھ میں مکہ معظمہ میں لکھی تھی[۲۹]

(۲۹)۔ ابوالحسن علی ندوی : نزھۃ الخواطر و بھجۃ المسامع والنواظر، الجزء الثامن۔ مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء، ص ۴۱

نوٹ :۔ مولینا بریلوی ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء میں پہلی بار حرمین شریفین حاضر ہوئے، دوران قیام مناسک حج سے متعلق شیخ حسین صالح شافعی کی کتاب جوھرۃ المضیہ کی عربی شرح النیرۃ الوضیہ فی شرح الجوھرۃ المضیہ لکھ کر شیخ موصوف کی خدمت میں پیش کی (تذکرہ علمائے ھند ص ۹۸)۔

دوسری بار ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں حاضر ہوئے اور دوران قیام مندرجہ ذیل عربی رسائل تصنیف فرمائے۔

(ا) الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء

(ب) کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء

(ج) الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکۃ البھیہ (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء۔

جزئیات فقہ پر غیر معمولی عبور کے متعلق جو مولانا ابوالحسن علی ندوی نے اظہار خیال فرمایا اس کی تصدیق فتاویٰ رضویہ سے ہوتی ہے۔ مثلاً وہ پانی جس سے وضو جائز ہے مولانا بریلوی نے اس پانی کی ۱۶۰ قسمیں بیان کیں ہیں[۳۰] اور وہ پانی جس سے وضو نا جائز ہے اس کی ۱۴۶ قسمیں بیان کیں[۳۱]۔ اسی طرح پانی کے استعمال سے عجز کی ۱۷۵ صورتیں بیان کیں ہیں اور اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ تصنیف کیا جس کا عنوان ہے :۔

سمح الندراء فیما یورث العجز عن الماء[۳۲]

ماء مطلق اور ماء مقید کی تعریف میں ایک رسالہ لکھا جس کا عنوان ہے :۔

النور والنورق لاسفار ماء مطلق[۳۳]۔

وہ اشیا جن سے تیمم جائز ہے ان کی ۱۸۱ قسمیں بیان کیں۔ ۷۴ منصوصات اور ۱۰۷ مزیدات مصنف۔ اور وہ اشیا جن سے تیمم جائز نہیں ان کی ۱۳۰ قسمیں بیان کیں ۵۸ منصوصات اور ۷۲ زیادات[۳۴]۔

جزئیات فقہ کے علاوہ متون فقہ پر مولانا بریلوی کو جو قدرت حاصل تھی وہ اہل علم کے لئے حیرت انگیز تھی۔ چنانچہ مولانا ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں :۔

حرمین شریفین کے قیام کے زمانے میں بعض رسائل بھی لکھے اور علمائے حرمین نے بعض سوالات کئے تو ان کے جواب بھی تحریر کئے۔ متون فقہیہ اور اختلافی مسائل پر ان کی ہمہ گیر

---

(۳۰)۔ احمد رضا خاں : العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، جلد اول، مطبوعہ لائل پور، ص ۴۵۶

(۳۱)۔ ایضاً، ص ۳۵۰، ۴۷۲، ۵۴۳۔

(۳۲)۔ ایضاً، ص ۶۱۱ - ۶۵۹۔

(۳۳)۔ ایضاً، ص ۴۰۷ - ۵۵۳۔

(۳۴)۔ ایضاً، ص ۵۸۶ - ۸۵۰۔

معلومات، سرعت تحریر[۳۵] اور ذہانت کو دیکھ کر سب کے سب حیران و ششدر رہ گئے۔[۳۶]

متونِ فقہیہ پر استحضار کی یہ کیفیت تھی کہ بعض اوقات وہ بغیر دیکھے عبارات کی عبارات لکھتے جاتے تھے چنانچہ قیام مکہ معظمہ کے زمانے میں بھی اس قسم کے مظاہر سامنے آتے۔ آخری ایام میں علالت کی وجہ سے بریلی کے پہاڑ پر چلے گئے تھے، کوئی کتاب پاس نہ تھی۔ اس زمانے میں ایک استفتاء کا جواب دیا تو اس میں کتب فقہ و حدیث کے ۳۱ حوالے موجود ہیں۔[۳۷] فتاویٰ حامدیہ کی دو جلدیں مولانا وصی احمد محدث سورتی (م۔ ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۵ء) سے مستعار لیں اور ایک دن و ایک رات میں دیکھ کر واپس کر دیں۔[۳۸] قرآن پاک کا ایک ایک پارہ روزانہ حفظ کر کے ایک ماہ میں پورا قرآن حفظ کر لیا۔[۳۹]

فتاویٰ رضویہ کے مطالعہ سے مولانا بریلوی کے تبحر علمی کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ علم فقہ کتنا وسیع علم ہے اور ایک باکمال فقیہ ہونے کے لئے کس قدر علوم و فنون سے واقفیت ضروری ہے۔ مولانا بریلوی کے بعض فتوے مختلف علوم و فنون پر مستقل رسائل معلوم ہوتے ہیں، مثلاً حوض کی مقدار دہ دردہ اور ذراع سے متعلق بحث پر یہ فتویٰ:

النھی النمیر فی الماء المستدیر[۴۰]

---

(۳۵)۔ سرعت تحریر کے بارے میں مولوی ظفر الدین بہاری (والد ماجد ڈاکٹر مختار الدین آرزو) نے لکھا ہے کہ مولانا بریلوی لکھتے جاتے اور چار آدمی اس کی نقل کرتے جاتے۔ یہ چاروں نقل نہ کر پاتے کہ پانچواں ورق تیار ہو جاتا۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص ۹۴)

(۳۶) ابوالحسن علی ندوی: نزھۃ الخواطر۔ الجزء الثامن، ص ۲۹

(۳۷)۔ احمد رضا خاں: العطایا النبویہ، ج ۲، ص ۴۸۵۔

(۳۸)۔ ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، ص ۱۳۸۔

(۳۹)۔ ایضاً، ص ۳۶۔

(۴۰)۔ احمد رضا خاں: العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ۔ جلد اول مطبوعہ لاہور۔ ص ۲۲۱-۲۳۰

ریاضیات سے متعلق ایک تحقیقی مقالہ معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ فتویٰ بھی علم ریاضی کا ایک مقالہ معلوم ہوتا ہے:۔

رجب الساحۃ فی میاہ لایستوی وجہہا وجوفہا فی المساحۃ[۴۱]۔

ماء جامد اور ماء جاری کی تعریف میں یہ فتویٰ علم طبعیات کا ایک تحقیقی مقالہ معلوم ہوتا ہے۔

الدقۃ والتبیان لعلم الرقۃ والسیلان[۴۲]

جنس ارض کی تحدید و تعدید اور جنس ارض کے آثار سے متعلق یہ فتویٰ ارضیات سے متعلق ایک تحقیقی مقالہ معلوم ہوتا ہے:

المطر السعید علی بنت جنس الصعید[۴۳]

مولانا بریلوی کے دارالافتاء (بریلی) میں ہندوستان، پاکستان، برما، چین، امریکہ، افغانستان افریقہ، حجاز مقدس اور بلاد اسلامیہ سے بکثرت فتوے آتے تھے جن کی تعداد ایک وقت میں کبھی چار سو اور کبھی پانچ سو تک جا پہنچتی تھی۔ مولانا بریلوی اور ان کے صاحب زادے مولانا حامد رضا خاں نے خود اس کا ذکر کیا ہے۔[۴۴] فتویٰ نویسی کے یہ فرائض بغیر کسی ادنیٰ معاوضے کے للہیت و خلوص کے ساتھ انجام دیئے جاتے تھے، مولانا بریلوی ایک جگہ لکھتے ہیں:۔

بھائیو! ما اسئلکم علیہ من اجر ان اجری الا علی رب العالمین۔ میں اس پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا، میرا اجر تو سارے جہاں کے پروردگار پر ہے اگر وہ چاہے۔[۴۵]

مولانا بریلوی کے فتوے عربی، اُردو، فارسی اور انگریزی میں ہیں۔ مطبوعہ مجلدات میں

---

(۴۱)۔ ایضاً، ص ۳۳۴ - ۳۷۱

(۴۲)۔ ایضاً، ص ۳۸۴ - ۳۹۹

(۴۳)۔ ایضاً، ص ۶۶۸ - ۷۱۹

(۴۴)۔ ا۔ احمد رضا خاں: العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، جلد چہارم مطبوعہ لائل پور، ص ۱۴۹

ب۔ حامد رضا خاں: سلامت الدلائل السنۃ، مطبوعہ بریلی، ص ۵۴، ۵۵۔

(۴۵)۔ احمد رضا خاں: العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، جلد سوم مطبوعہ مبارک پور، ص ۲۰۰

اول الذکر تین زبانوں میں فتوے ہیں۔ انگریزی فتوے ان قلمی مجلدات میں ہیں جو بریلی (بھارت) میں محفوظ ہیں۔ مولانا محمد احمد مصباحی (صدر المدرسین، فیض العلوم، محمد آباد گوھنہ بھارت) نے ایک مضمون میں لکھا ہے:۔

عرصہ ہوا فتاویٰ کی ایک قلمی جلد میں، میں تو یہ دیکھ کر سخت حیرت میں پڑ گیا کہ انگریزی کا جواب انگریزی میں ہے اور جواب بھی مختصر نہیں، بہت مبسوط ہے (۴۶)

مولانا بریلوی نے خود اپنی تصانیف میں یا ان کے سوانح نگاروں نے انگریزی زبان سے واقفیت کے بارے میں کچھ نہیں لکھا اس لئے اندازہ یہی ہے کہ انگریزی فتوے کسی صاحب نے ترجمہ کئے ہوں گے مگر فتوے کا ترجمہ کرنا کوئی آسان کام نہیں اور وہ بھی محققانہ اور فقیہانہ و عالمانہ فتوے، جس کسی نے بھی ترجمہ کیا ہوگا وہ بھی علم فقہ کا متبحر عالم ہوگا اس کے بغیر صحیح ترجمہ ممکن نہیں (۴۷)۔

---

(۴۶)۔ محمد احمد مصباحی: "امام احمد رضا فاضل بریلوی کے افتاء کی ایک خصوصیت"۔ مطبوعہ ماہنامہ پاسبان (الہ آباد)، شمارہ جولائی ۱۹۷۹ء، ص ۱۳۔

(۴۷)۔ راقم الحروف کے والد ماجد مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی سے ایک ملاقات میں قائداعظم نے فرمایا، مفتی صاحب آپ نے بھی اسلامی قانون پڑھا ہے اور میں نے بھی، فرق یہ ہے کہ میں نے انگریزی میں پڑھا اور آپ نے عربی میں۔ حضرت والد ماجد نے فرمایا، یہی بہت بڑا فرق ہے کیونکہ فقہی اسرار و غوامض کو انگریزی میں منتقل کرنا مشکل اور ان کا سمجھنا اور مشکل۔ علامہ اخلاق احمد دہلوی نے ماہنامہ عقیدت (نئی دہلی)، جولائی، اگست ۱۹۶۴ء میں اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ لندن میں ایک اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے علامہ اقبال نے جب حضرت مجدد کے ایک مکتوب کو انگریزی میں پیش کرنا چاہا تو فرمایا کہ انگریزی ان اسرار و معارف کے اظہار سے قاصر ہے۔ (محمد اقبال: تشکیل جدید الٰھیات، مطبوعہ لاہور ۱۹۵۸ء، ص ۲۹۸)۔

مولانا بریلوی کے فتوے بلاد اسلامیہ اور پاکستان و ہندوستان میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، حافظ کتب الحرم سید اسمٰعیل خلیل کو جب مولانا بریلوی نے اپنے عربی فتوے ارسال کئے تو انہوں نے جواباً لکھا:۔

والله اقول والحق اقول لوراٰها ابوحنيفة النعمان لأقرت عينيه وجعل مولفها من جملة الاصحاب (۴۸)

(ترجمہ) اور قسم کھا کر کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ ان فتوؤں کو اگر ابوحنیفہ نعمان دیکھ لیتے تو یقیناً ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی اور وہ اس کے مؤلف کو اپنے شاگردوں میں شامل کر لیتے۔

۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء میں ندوۃ العلماء (لکھنو) نے اپنا پچاسی سالہ جشن تعلیمی منایا اس سلسلے میں عباسیہ ہال (کتب خانہ ندوہ) میں تعلیمی نمائش کا اہتمام کیا گیا جہاں بڑے بڑے طغروں میں ہندوستان کی ممتاز علمی شخصیتوں کے نام اور ان کی بعض تصانیف فن وار درج تھیں۔ عقائد وکلام کے طغرے میں مولانا بریلوی کی خالص الاعتقاد اور فقہ کے طغرے میں النیرۃ الوضیہ کے بھی نام تھے۔ ایک مشہور شامی عالم شیخ عبدالفتاح ابوغدہ (پروفیسر کلیۃ الشریعہ، محمد بن سعود یونیورسٹی، ریاض) کی نظر جب مولانا بریلوی کی تصانیف پر پڑی تو انہوں نے فرمایا:۔

این مجموعہ فتاوی الامام احمد رضا البریلوی؟ (۴۹)

(ترجمہ) مولانا احمد رضا بریلوی کا مجموعہ فتاوی کہاں ہے؟

اس وقت فتاوی رضویہ پیش نہ کیا جا سکا بعد میں مولانا محمد یٰسین اختر الاعظمی نے پروفیسر موصوف

(۴۸)۔ احمد رضا خاں: الاجازۃ المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ، مکتوب محررہ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء
مشمولہ رسائل رضویہ، جلد دوم ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء، ص ۲۵۸

(۴۹)۔ محمد یٰسین اختر: امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، مطبوعہ الٰہ آباد۔
۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء، ص ۱۹۲- ۱۹۳-

سے پوچھا کہ وہ مولانا بریلوی کے مجموعہ فتاوی سے کیسے متعارف ہوئے ؟ - انہوں نے جواباً کہا :

میرے ایک دوست کہیں سفر پہ جا رہے تھے ، ان کے پاس فتاوی رضویہ کی ایک جلد موجود تھی ، میں نے جلدی جلدی میں ایک عربی فتویٰ مطالعہ کیا ، عبارت کی روانی[۵۰] اور کتاب و سنت و اقوال سلف سے دلائل کے انبار دیکھ کر میں حیران و ششدر رہ گیا اور اس ایک ہی فتوے کے مطالعہ کے بعد میں نے یہ رائے قائم کر لی کہ یہ شخص کوئی بڑا عالم اور اپنے وقت کا زبردست فقیہ ہے

---

(۵۰)- مولانا بریلوی کو عربی زبان سے فطری لگاؤ تھا ، عربی میں ان کی بکثرت تصانیف ہیں ، ۱۳ برس کی عمر میں ۱۲۸۵ھ / ۱۸۶۸ء میں پہلی عربی تصنیف پیش کی جس کا عنوان ہے ۔

ضوء النهاية فى اعلام الحمد والهداية

(ظفر الدین : المجمل المعدد لتاليفات المجدد ، مطبوعہ پٹنہ ، ص ۵ ،

علمائے حرمین شریفین نے مولانا بریلوی کی عربی نظم و نثر کی تعریف کی ہے اور یہ الفاظ استعمال کئے ہیں ۔

(ا) كانها جواهر تكونت من الفاظ عذاب ومواهب لاقدرة ك بيد اكتساب (شیخ سعید بن محمد مکی) ۔

(احمد رضا خاں : رسائل رضویہ ، جلد اول ، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء ، ص ۱۶۶)

(ب) فوجدتها شذرة من عسجد وجوهرة من عقود در و ياقوت وزبرجد (شیخ احمد محمد جداوی مکی)

(احمد رضا خاں : حسام الحرمین مطبوعہ لاہور ، ص ۱۹۶)

(ج) والفهامة الذى ترك تبيانه سحبان ۔

(شیخ اسعد بن احمد دہان مکی)

(احمد رضا خاں : حسام الحرمین ، مطبوعہ لاہور ، ص ۱۷۰) ۔

مولانا بریلوی نے تیرہ سال دس مہینہ اور چار دن کی عمر میں ۱۴ر شعبان ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۶۹ء اپنے والد مولوی محمد نقی علی خاں کی نگرانی میں فتویٰ نویسی کا آغاز کیا۔ سات برس بعد ۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء میں فتویٰ نویسی کی مستقل اجازت مل گئی۔ پھر جب ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء میں والد ماجد کا انتقال ہوا تو مستقل طور پر فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دینے لگے"[51] مولانا بریلوی نے لکھا ہے کہ ان کے جد امجد مولوی رضا علی خاں کے زمانے سے[52] "فتویٰ نویسی کا سلسلہ جاری ہے اور ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء میں خود ان کو فتوے لکھتے پچاس برس ہو چکے ہیں[53]" اس پچاس برس کے عرصے میں "فتاوی رضویہ" کی بارہ جلدیں تیار ہو چکی تھیں جس کا ذکر مولانا بریلوی نے متفرق مقامات پر خود کیا ہے۔ سرحد (پاکستان) کے ایک عالم مولانا عبدالواحد کی سند اجازت (مکتوبہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء) میں لکھتے ہیں :۔

وکذلک اجزتہ بجمیع مولفاتی ....
منھا الفتاوی الملقبۃ بالعطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ وھی
انشاء اللہ ستطبع فی اثنی عشر مجلدات کبار و ارجو المزید[54]

فتاوی رضویہ کی بارہ مجلدات میں سے صرف پانچ پاکستان اور ہندوستان سے شائع ہوئی ہیں۔ چھٹی جلد کی کتابت الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور (ضلع اعظم گڑھ بھارت) میں ہو رہی ہے۔ ساتویں اور آٹھویں جلدیں اسی ادارے میں ہیں، باقی جلدیں بریلی میں ہیں[55]۔

---

(۵۱)۔ محمد مصطفیٰ رضا خاں : الملفوظ، حصہ اوّل، مطبوعہ کراچی، ص ۱۳ - ۱۴ ۔

(۵۲)۔ مولوی رضا علی خاں ۱۲۲۴ھ/۱۸۰۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۲۴۷ھ ۱۸۳۱ء میں ان کا انتقال ہوا۔ (رحمان علی: تذکرۂ علمائے ہند، ص ۱۹۳)

(۵۳)۔ احمد رضا خاں : العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، جلد سوم، ص ۲۳۰ فتویٰ محررہ ۱۶ر صفر ۱۳۳۷ھ۔

(۵۴) سند اجازت بنام مولوی عبدالواحد، مخزونہ مولوی عبداللطیف ظہیر، گرھی کپورہ، سرحد

(۵۵) مکتوب مولانا افتخار احمد قادری، استاد ادب عربی، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور محررہ ۲۵ر اپریل ۱۹۷۹ء۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی تحقیقی ادارہ فتاویٰ رضویہ کی تدوین و اشاعت کی اہم ذمہ داری قبول کرے اور اسلامی قانون کے اس عظیم سرمایہ کو بلاد اسلامیہ اور دوسرے ممالک میں پھیلائے فتاویٰ رضویہ کی جلدیں بہت ہی ضخیم ہیں۔ اگر ان کو تدوین کے جدید تقاضوں کے تحت مرتب کیا جائے تو تقریباً پچاس مجلدات ہو جائیں گی۔ حال ہی میں مولانا محمد حسن رضا خاں نے مولانا بریلوی کے فقہی مقام پر پٹنہ یونیورسٹی (بھارت) میں ایک تحقیقی مقالہ پیش کیا ہے جس پر ان کو ۲۲ ستمبر ۱۹۷۹ء کو پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری مل گئی ہے۔[۵۶] اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علم فقہ میں مولانا بریلوی کو بڑا تبحر حاصل تھا۔

علوم منقولہ کے علاوہ علوم معقولہ میں بھی مولانا بریلوی کو کمال حاصل تھا، مولوی ظفرالدین بہاری[۵۷] نے لکھا ہے کہ ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء سے قبل ڈاکٹر سر ضیاء الدین نے (وائس چانسلر، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ)، علم مربعات سے متعلق ایک سوال اخبار دبدبۂ سکندری (رام پور) میں شائع کرایا جس کا مولانا بریلوی نے بروقت جواب شائع کرایا اور اپنی طرف سے ایک اور سوال پیش کر دیا جس کو پڑھ کر سر ضیاء الدین کو تعجب ہوا کہ ایک مولوی نے نہ صرف جواب دیا بلکہ الٹا سوال بھی پیش کر دیا۔[۵۸] مولانا بریلوی سے سر ضیاء الدین کا یہ پہلا غائبانہ تعارف تھا، اس کے بعد وہ پروفیسر سید سلیمان اشرف کے ایما پر ریاضی سے متعلق ایک لاینحل مسئلہ دریافت کرنے مولانا بریلوی کے پاس گئے جس کو مولانا بریلوی نے حل کر دیا۔[۵۹] مولوی

۵۶۔ مکتوب مولانا محمد حسن رضا خاں، استاد مدرسہ شمس الہدیٰ، پٹنہ، محررہ ۲۵، اپریل ۱۹۷۹ء۔

(۵۷)۔ مولانا ظفرالدین بہاری، ڈاکٹر مختار الدین آرزو (صدر شعبہ عربی، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ) کے والد اور مولانا بریلوی کے خلیفہ و شاگرد تھے۔ (مسعود)

(۵۸) ظفرالدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، ص ۱۵۶، ملخصاً۔

(۵۹) تفصیلات کے لئے مطالعہ کریں: ظفرالدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، ص ۱۵۰ - ۱۵۳۔

محمد حسین میرٹھی (موجد طلسمی پریس) نے ۱۹۲۹ء میں سر ضیاء الدین کے قیام شملہ کے زمانے میں مولانا بریلوی سے ملاقات کے بارے میں استفسار کیا تو انہوں نے جواباً کہا :

میرے سوال کا جو بہت مشکل اور لاینحل تھا ایسا فی البدیہہ جواب دیا گویا اس مسئلے پر عرصہ سے ریسرچ کیا ہے ۔ اب ہندوستان میں کوئی جاننے والا نہیں"(۶۰)

علم ریاضی کے علاوہ علم ھیأۃ و نجوم میں بھی مولانا بریلوی کو کمال حاصل تھا ۔ انگریزی اخبار ایکسپریس (شمارہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۱۹ء / ۱۳۳۸ھ) میں امریکی منجم پروفیسر البرٹ نے ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کے بارے میں ایک دل دہلانے والی پیش گوئی کی تھی ۔ جب مولانا بریلوی سے پوچھا گیا تو انہوں نے علمی طور سے اس کا رد کیا اور اس کو لغو قرار دیا(۶۱)، چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔ لیکن امریکی منجم کی یہ پیش گوئی علم ھیأۃ سے متعلق تین رسالوں کا دیباچہ بن گئی جن کی تفصیل یہ ہے

(۱) الکلمۃ الملہمۃ فی الحکمۃ المحکمہ لوھا الفلسفۃ المشئمۃ (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء)

(۲) ۔ فوز مبین در حرکت زمین (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء)

(۳) ۔ نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء)

فلسفہ جدیدہ و قدیمہ کے متعلق مولانا بریلوی کا طرز عمل مقلدانہ نہ تھا بلکہ مجتہدانہ تھا چنانچہ آقائے بیدار بخت (لاہور) کے استاد پروفیسر حاکم علی (پروفیسر ریاضی ، اسلامیہ کالج ، لاہور) کو لکھتے ہیں :

محب فقیر ! سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات و نصوص میں تاویلات دور از کار کر کے سائنس کے مطابق کر لیا جائے ۔ یوں تو معاذاللہ ! اسلام نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام ۔ وہ مسلمان ہوگی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے

---

(۶۰) ۔ ایضاً ، ص ۱۵۵ ۔

(۶۱) ۔ مکتوب مولانا بریلوی بنام مولوی ظفر الدین بہاری محررہ یکم ربیع الاول ۱۳۳۸ھ

نوٹ : یہ مکتوب ۸ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں علمی طور پہ بحث کی گئی ہے ۔ (مسعود)

اسے خلاف ہے ، سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے (۶۲)

صوتیات اور علم التاقیت میں بھی مولانا بریلوی کو مہارت حاصل تھی ۔ مندرجہ ذیل رسائل اس پر شاہد ہیں :۔

(۱) ۔ البیان شافیا الفونوغرافیا (۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء)

(۲) ۔ الجواھر والیواقیت فی علم التوقیت ۔

علم تکسیر میں ایک رسالہ سید حسین مدنی کے لیے لکھا جس کا عنوان ہے :۔

اطائب الاکسیر فی علم التکسیر (۶۳)

اور مولانا عبدالغفار بخاری کے لئے علم جفر میں یہ رسالہ تصنیف کیا :۔

سفر السفر عن الجفر بالجفر (۶۴) ۔ (جاری)

---

(۶۲) احمد رضا خاں : نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان ، مطبوعہ لکھنو ، ص ۲۴ ۔

(۶۳) ۔ ظفر الدین بہاری : حیات اعلیٰ حضرت ، ص ۱۶۲

(۶۴) ۔ ایضاً ص ۱۶۳ ۔ ۱۶۴

نوٹ :۔ تفصیلات کے لئے ماہنامہ المیزان (بمبئی) ، کا امام احمد رضا نمبر (مارچ ۱۹۷۶ء ص ۳۰۲ ۔ ۳۲۴) مطالعہ کریں جس میں ۴۰ علوم و فنون پر مولانا بریلوی کی ۵۴۸ تصانیف کی تفصیلات موجود ہیں ۔

(مسعود)